تقریر

تقریر بابت تربیت
وقت 5-7منٹ

بچے، جماعت کا قیمتی اثاثہ ہیں

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذاریات:56)

کہ تُو نصیحت کرتا چلا جا۔ پس یقیناً نصیحت مؤمنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران:105)

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

ہو یہ سرشار الفتِ دیں میں مدام
رکھ اسے کونین میں تو شاد کام
خوف سے تیرے رہے دل پر خطر
پہنچے اس کو اہلِ دنیا سے نہ شر
مہربانی کی تُو اس پہ رکھ نظر
کر عنایت اس پہ تُو شام و سحر

(کلام محمود)

معزز سامعین! مجھے آج ”بچے، جماعت کا قیمتی اثاثہ ہے“ پر گفتگو کرنی ہے۔

چند روز قبل ایک مختصر سی نجی بیٹھک میں بچوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک دوست نے بات کرتے ہوئے کہا کہ بچے جہاں God Gifted ہوتے ہیں وہیں پہ یہ والدین کا اثاثہ بھی ہوتے ہیں۔ چونکہ بات بچوں کی تعلیم و تربیت جماعت کے حوالہ سے ہو رہی تھی۔ خاکسار نے کہا کہ پھر یوں کہیں کہ بچے، جماعت کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ خاکسار کو یہ پیغام ایک تقریر کی طرف مائل کر گیا۔ خاکسار نے جب آج کے عنوان میں موجود الفاظ کے لیے ”لغات“ کو دیکھا تو بہت گراں قدر معانی سامنے آئے جس نے آج کی تقریر کی سَمت معیّن کی۔ جیسے بچہ کا لفظ ہم عمومی طور پر چھوٹی عمر کے بالک یا طفل کے لئے بولتے ہیں۔ لیکن جب لفظِ بچہ کے تحت ”چھوٹی عمر کا پودا“ کے معنی نظر سے گزرے تو بہت ہی لطیف مضمون ذہن میں اُبھر کر سامنے آیا۔ پودا ایک نرسری میں پرورش پاتا ہے۔ اُسے بیج کی صورت میں یا شاخ جسے قلم بھی بولتے ہیں کی صورت میں اُس زمین یا گملے میں لگایا جاتا ہے جسے پودے کے لئے تمام لوازمات کے مطابق تیار کیا گیا ہوتا ہے۔ زمین کو نرم کیا جاتا ہے۔ مناسب کھاد ڈال کر آپس میں پانی کے ساتھ مکس کر کے کچھ عرصہ کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے تا زمین اور کھاد کی گرمائش ختم ہو جائے۔ پھر بیج یا قلم کی تلاش میں اعلیٰ نسل یا اچھی کوالٹی کی جدّ و جہد کی جاتی ہے۔ زمین میں لگے پودوں کو مناسب پانی اور دھوپ مہیا کی جاتی ہے۔ گملوں میں لگے پودوں کو مَالی حضرات یا باغبان گرمی اور سردی سے بچانے اور مناسب دھوپ دینے کے لیے اُس کی جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ پھر اُس کو مستقل طور پر جگہ ہموار کر کے اور تیار کر کے نئی جگہ پر منتقل کیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پودوں کے لیے چاروں اطراف میں برابر جگہ کا فاصلہ چھوڑا جاتا ہے۔ اُس کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ آب و ہوا کا خیال رکھا جاتا ہے۔ وقت پر مَالی (باغبان) گوڈی کرتا ہے۔ جنگلی بوٹیوں کو الگ کر کے تلف کرتا ہے۔ شاخوں کو تراشتا ہے تا وہ مناسب موسم اور آب و ہوا میں بڑھے، پھولے اور پھل دے۔ اُس کو ہر موسم میں کھاد اور پانی کی ضرورت رہتی ہے تا وہ بڑا ہو کر خوشنما لگے اور زیادہ جھاڑ دے۔

اب اِسی عمل کو اگر ہم ایک بچہ کی بنیاد، پرورش، نشوونما، اُس کی تعلیم وتربیت اور بڑے ہو کر اُس کے اعلیٰ روحانی، دینی و دنیوی مقام کو دیکھیں تو اولاد کی خاطر میاں بیوی کے ملاپ کے وقت اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا۔ (ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! ہمیں دُور رکھ شیطان سے اور دُور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نے ہم کو عطا کی) کی دعا پڑھنے کے لئے سکھلائی گئی ہے۔ یہ فعل اُس عمل سے مماثلت رکھتا ہے جب مادّی لحاظ سے بیج سے قبل زمین کو ہموار کیا جاتا ہے۔ کھاد اور پانی سے مکس کر کے زمین کو پودے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ پھر دورانِ حمل دعائیں کرنے، نیک کام بجالاتے رہنے، نمازوں اور نوافل کی ادائیگی نیز قرآنِ کریم کی تلاوت کی طرف توجہ رکھی جاتی ہے تا اِن نیک افعال کا بچے کی نشوونما پر اثر پڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے قرآن کی محبت ماں کے پیٹ سے سیکھی ہے کیونکہ مَیں نے تلاوت کی آواز پہلی بار ماں کے پیٹ سے سُنی تھی۔ ہماری بزرگ عورتیں اپنی بچیوں اور بہوؤں کو جب وہ امید سے ہوتی تھیں تو صاف ستھرے ماحول میں رہنے، سرسبز وشاداب ماحول (Greenery) کو دیکھنے حتیٰ کہ بزرگوں کی تصاویر دیکھنے کی طرف توجہ دلاتی رہتی تھیں تا اِس عمل کا اثر پیٹ میں موجود بچے پر پڑتا رہے۔ پیدائش کے وقت تسبیحات، درود اور دعاؤں کا عمل بھی کھاد دینے سے کم نہیں۔ پیدائش پر بچے یا بچی کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت نیز کسی نیک، صالح بزرگ کے ہاتھوں پہلی غذا جسے ہم گُرتی بولتے ہیں چٹائی جاتی ہے۔ پھر دودھ پلاتے وقت مائیں تسبیحات و درود سے بچوں کو روحانی feed دیتی رہتی ہیں۔ جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے۔ اُس کو مناسب وعظ و نصیحت اور بعض اوقات کسی غلط کام سے روکنا ٹوکنا دراصل پودے کی ٹہنیوں کو تراشنے کے مترادف ہے۔ یا باغبان کی طرح وقتاً فوقتاً پودے کو پانی دینے، گوڈی کرنے اور کھاد ڈالنے کے مترادف ہے جو مائیں اپنے بچوں کی اسلامی تعلیم کے مطابق پرورش کرتی ہیں یا بچے نیک، صالح ماؤں کے زیرِ اثر نشوونما پاتے ہیں وہ بڑے ہو کر دینی افعال کا اچھا جھاڑ دیتے ہیں۔ پس یہی بچے بڑے ہو کر والدین، خاندان، اسلام احمدیت کے لیے اثاثہ، سرمایہ بنتے ہیں۔ انہی بچوں کو ہم God Gifted کہہ سکتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے والدین اور جماعت کے لیے تحفہ یا انعام سے کم نہیں ہوتے۔ لغات میں تحفہ کے تحت نذرانہ بھی لکھا ہے۔ ہماری جماعت میں جب یہ تحفے مکمل طور پر اثاثے میں بدل جاتے ہیں تو نذرانے کے طور پر وقف کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور دوبارہ واپس خدمتِ دین کے لیے پیش کر دیتے ہیں یا خلیفۃُ المسیح کے حضور پیش کر کے خوش قسمت والدین سعادت پاتے ہیں۔ اِن میں وقفِ زندگی کے علاوہ واقفینِ نو اور واقفاتِ نو بھی شامل ہیں جن کی تعداد دنیا بھر میں 90 ہزار کو چھو رہی ہے۔ جن میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں اور ان میں مربیان، ڈاکٹرز، انجینئرز اور دوسرے کوالیفائیڈ، مختلف میدانوں میں علم پر عبور حاصل کر کے خدمات میں مصروف ہیں۔

اِس سارے مضمون کو جو مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں اگر انگریزی زبان کے ایک لفظ یعنی Assets میں بیان کیا جائے تو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ کیونکہ اثاثہ کے لیے Assets کا لفظ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ایک انسان کے Assets میں قیمتی یعنی Precious چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جو انسان کو زندگی بھر نفع دیتی رہتی ہیں اور فروخت کرتے وقت بھی نفع چھوڑ کے جاتی ہیں اور Assets میں بعض ایسی چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جو اثاثہ تو کہلاتی ہیں۔ زندگی بھر فائدہ دیتی ہیں لیکن استعمال کے ساتھ ساتھ اپنا منافع کھوتی رہتی ہیں مگر Assets میں شامل رہتی ہیں۔ اولاد خصوصاً ہونہار صالح بچہ یا بچی جو بڑی ہو کر والدین کے لیے اور اسلام احمدیت کے لیے Assets بنتی ہیں وہ زندگی بھر بھی مفید وجود رہتی یا رہتے ہیں اور نفع چھوڑ کر جاتے ہیں اُن کے کام اور فعل صدقہ جاریہ کے طور پر یاد رکھے جاتے ہیں۔ یہی ہیں جو قیمتی وجود، گراں قدر اور قابل قدر وجود کہلاتے ہیں۔ جن کو خاندان والے یا جماعت والے اپنی Belonging کہہ سکتے ہیں۔

سامعین! مَیں کسی حد تک اوپر بیان کر آیا ہوں کہ ہم اپنی اولاد، بچوں کو اثاثے میں کیسے بدلتے ہیں۔ لیکن یہاں اِس کی کچھ مزید تفصیل کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ مضمون دو حصوں میں تقسیم (Split) ہو جاتا ہے ایک افرادِ خاندان بالخصوص والدین کی کوششیں اور دوم جماعت احمدیہ من حیث الجماعت اور ذیلی تنظیموں کی کوششیں۔

اوّل مَیں والدین ہی کی کاوشوں کے مضمون کو آگے بڑھاتا ہوں۔ والدین بالخصوص ماؤں کو بچوں پر نہ زیادہ سختی کرنی چاہیے اور نہ ہی حد سے زیادہ پیار۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ نہ اتنا سخت ہو کہ توڑا جائے اور نہ اتنا نرم ہو کہ مروڑا جائے۔ جس طرح ایک باغبان پودے کو مناسب پانی دیتا ہے نہ زیادہ اور نہ کم، مناسب آب و ہوا مہیا کرتا ہے اسی طرح بچے کی تربیت واصلاح کے لیے کوششیں بھی پانی ہی کی طرح ہیں۔ ذرا وہ واقعہ ذہن میں لائیں جب ایک بچے کو اُس کی غلط اور نازیبا حرکتوں کی وجہ سے جج کی طرف سے سزائے موت سنادی گئی اور پھانسی دینے سے قبل جب کارندوں نے حسبِ سابق بچے سے پوچھا کہ سزا پانے سے قبل تمہاری آخری خواہش کیا ہے۔ اُس نے اپنی ماں سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ اُسے جب اپنی ماں سے ملوایا گیا تو اُس نے اپنی ماں کا ایک کان کاٹ کھایا۔ اُسے لوگوں نے لعن طعن اور ملامت کی کہ ابھی تم موت کو

چھونے والے ہو تم نے یہ کیا غیر اخلاقی حرکت کر دی۔ تو وہ یوں گویا ہوا کہ مجھے اس سزا تک ماں کے ان کانوں نے پہنچایا ہے۔ میری غلطیوں کے متعلق جب لوگ ماں سے اظہار کرتے تھے تو یہ سُنی اَن سُنی کر دیتی تھیں اور مجھے کچھ نہ کہتی تھیں۔ اگر اِس نے مجھے روکا ٹوکا ہوتا تو آج مجھے ہر گز یہ سزا نہ ہوتی۔

پھر احادیث میں آتا ہے کہ بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اُسے نماز کی طرف توجہ دلائی جائے اور جب دس سال کا ہو جائے تو اُس کی تادیب بھی کی جائے۔ بچہ جب اِس عمر میں گروتھ کر رہا ہو اور اس کی Teenage کی عمر پر نگاہ رکھنے کی عمر ہے۔ اُس کی کڑی نگرانی کرنی چاہیے اور پیار محبت سے صراطِ مستقیم کی برانچز اور پگڈنڈیوں کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ اُسے بتانا چاہیے کہ مثبت اقدام کے یہ یہ فوائد ہیں اور منفی کاموں کے یہ یہ نقصان ہیں۔ اُس کی دینی اور دُنیوی تعلیم کی راہیں متعیّن بھی اسی عمر میں ہوتی ہیں۔ اِس لیے اُسے خاندان اور جماعت کا اثاثہ بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی ہو گی اور دُنیوی اور دینی ترقیات کے لئے اُس کے دینی و دُنیوی اساتذہ سے کونسلنگ کر کے رہنمائی کی جائے۔ دینی اور روحانی میدان میں اُسے قیمتی اثاثہ بنانے کے لیے خلافت کے ساتھ پختہ تعلق بنائیں۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور دیگر پروگرام ایم ٹی اے پر دکھائیں جائیں۔ خلافت سے محبت اور پیار سکھایا جائے۔ جب ایم ٹی اے پر ہر وقت خلیفۃ المسیح کو دیکھیں گے تو محبت بڑھے گی۔ ہم نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ اگر گھروں میں ایم ٹی اے لگا رہے تو چھوٹے چھوٹے ننے منّے نونہال خلیفۃ المسیح کو دیکھ کر پارے حضور، پارے حضور کی صدائیں بلند کرتے ہیں اور اُن سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے پیار پیدا کریں۔ نمازوں کی عادت بنائیں۔ قرآنِ کریم پڑھنے، تلاوت کرنے کی عادت بنائیں۔ مخلوقِ خدا کی عزت واحترام اور اُس سے محبت کرنی سیکھیں۔ اپنے والدین اور عزیز واقارب سے تعلق کو مضبوط کرے۔ جماعتی کلاسز attend کرے اور سکول، کالج اور یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم اور روشن مستقبل کے لیے نہ صرف سعی کریں بلکہ دعاؤں سے مدد کریں۔ بچوں کو بھی دعاؤں کی عادت ڈالیں۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی زمانے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے... طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا... پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشین ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہوسکتے“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 44 طبع جدید)

سامعین! جماعت احمدیہ کے بچے اس لحاظ سے بھی جماعت کا قیمتی سرمایہ ہیں کہ یہ بچپن سے ہی اپنے دین کی خاطر مالی قربانی میں بھی بڑوں کے ساتھ ساتھ اپنا حصہ ڈالتے ہیں اور بچپن سے ہی مالی قربانی کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے پاکستانی احمدی بچوں کو کہا تھا کہ تم وقف جدید کا بوجھ اٹھاؤ اور اپنے بڑوں کو بتا دو کہ احمدی بچے بھی جب ایک فیصلہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو بڑے بڑے انقلاب لانے میں مددگار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ احمدی بچوں اور بچیوں نے اس اعلان کے بعد جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا تھا اور جو کام بچوں کے سپرد کیا تھا ایک دوسرے سے بڑھ کر مالی قربانیاں دینے کی کوششیں کیں اور وقف جدید کا چندہ اطفال وناصرات کے چندے کے نام سے احمدی بچوں اور بچیوں کی پہچان بن گیا۔ بچوں کی اپنی تو کوئی آمدنی نہیں ہوتی، وہ تو اپنے جیب خرچ میں سے یا جب کوئی بڑا انہیں عیدی یا تحفے میں پیسے دے تو اس میں سے چندہ ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب لجنہ اماء اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی تو کچھ عرصہ بعد لجنہ اماء اللہ میں 7 سال سے 15 سال کی بچیوں کو ناصرات الاحمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ میں 7 سال سے 15 سال کے بچوں کو مجلس اطفال الاحمدیہ کا نام دے کر الگ کر دیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے ہاں دو بیٹیوں نے جنم لیا اور اُس نے اُن کی بہترین اصلاح وتربیت کی تو میں اور ان بچیوں کا والد یا والدہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوں ہی ہوں گے جیسے تشہّد اور وسطی انگلیاں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو آپس میں ملا کر دکھلایا۔ بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کے دو ہی طریق دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بچے کی اچھی تربیت صرف ماں باپ ہی نہیں بلکہ ماحول میں بسنے والے اُردگرد کے لوگ بھی کرتے ہیں۔ یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں جہاں ماں باپ اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل بیٹھتے ہیں وہاں جماعتی نظام کے تحت بہت سی خادمائیں بھی بچیوں کی اصلاح اور تعلیم وتربیت کر کے یہ ارفع مبارک مقام پا رہی ہیں۔ اس کے مقاصد میں سے ایک تھا کہ جب بچی 15 سال کی عمر کو پہنچ کر لجنہ کا حصہ بنے تو اس کی بنیادی تربیت اس درجہ تک ہو چکی ہو کہ بالغ عمری میں وہ عورتوں کو دینی اور دنیاوی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرے اور معاشرے میں ان کے کھوئے ہوئے حقوق کے حق میں آواز بلند کرے اور اپنے عمل سے ان کو ان کا مقام ومرتبہ یاد دلائے جو اسلام نے انہیں عطا کیا ہے۔ اس کے نصب العین میں حیا، اپنے لباس، رہن سہن اور آداب زندگی میں شائستگی اختیار کرنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناصرات کو Modesty is the part of Faith کا ماٹو دیا ہے۔

ناصرات الاحمدیہ نے ہمیشہ لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ ہر کام میں تعاون اور ہر مقصد کو پانے کے لیے اپنے وقت اور مال کی قربانی پیش کی ہے اور کرتی رہے گی، ان شاء اللہ۔ مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ، مسجد خدیجہ برلن، مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن، مسجد فضل لنڈن اس بات کی گواہ رہیں گی کہ ان کی تعمیر میں لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ جماعت احمدیہ کی ننھی کلیوں ناصرات الاحمدیہ کی پاکٹ منی اور عیدیوں کا حصہ شامل ہے۔ ہر قربانی اپنے ساتھ پھل پھول لاتی ہے جماعت احمدیہ کی یہ چھوٹی کلیاں جن کے ابھی کھیلنے اور کھانے کے دن ہوتے ہیں اپنے عہد کے ان بڑے الفاظ اور بڑی ذمہ داریوں کو جب مل کر دہراتی ہیں تو وہ اپنی آئندہ آنے والی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کے نصب العین کا تعیّن کر رہی ہوتی ہیں اور یہ اعلیٰ مقاصد انہیں سوسائٹی کی بے راہ رویوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(لجنہ اماء اللہ کے سو سال صفحہ 202، روزنامہ الفضل آن لائن 3 اگست 2022ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" ایسے بچے جن کو اس طرح بچپن میں مالی قربانی کی عادت پڑ جائے وہ آئندہ نسلوں کی قربانیوں کی ضمانت بن جایا کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ روح ہمارے بچوں میں بڑھتی چلی جائے..... بچوں کو اس کی اہمیت کا احساس دلائیں، قربانی کی روح ان میں پیدا کریں۔ جو بچے اس مادی دور میں اس طرح قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گے، اس طرح قربانی کرتے ہوئے پروان چڑھیں گے، وہ نہ صرف جماعت کا بہترین وجود بنیں گے بلکہ اپنے روشن مستقبل کی بھی ضمانت بن جائیں گے۔ لہو ولعب سے بچتے ہوئے، فضولیات سے بچتے ہوئے لغویات سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔"

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 5)

سامعین! دوسرے نمبر پر اُن کاوشوں کا ذکر کرنا ہے جن کے ذریعہ ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جماعت کے اثاثے بنتے ہیں۔ اُن میں جماعت من حیث الجماعت تو ہے ہی۔ لیکن ہماری ذیلی تنظیمیں اطفال، نوجوان بچے اور بچیوں کو صیقل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جماعت اور ذیلی تنظیموں کے علاوہ ایک اہم کردار شعبہ وقفِ نو کا بھی ہے جو واقفینِ نو اور واقفاتِ نو کو جماعت کا اثاثہ بنانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اوٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتا ہے۔ ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا اس لئے یہ بہر حال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔ اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہیں۔"

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 143)

جہاں تک ذیلی تنظیموں کا تعلق ہے۔ اِس حوالے سے مَیں لاہور کا ایک واقعہ متعدّد بار اپنی تقاریر میں بیان کر چکا ہوں۔ مَیں لاہور دارالذکر میں مقیم تھا کہ ایک مذہبی جماعت کا ایک وفد مجھے ملنے کے لیے آیا۔ پانچ رُکنی وفد میں ایک اُس مذہبی جماعت کا جنرل سیکرٹری بھی تھا۔ جس نے تعارف کے دوران اِس امر کا دل کھول کر اظہار کیا کہ آپ کی ذیلی تنظیمیں تربیت کے حوالے سے اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ بچہ جب چلنے کے قابل ہوتا ہے اور دروازے کی دہلیز پر آتا ہے تو باہر ذیلی تنظیم اُس کو اپنی بانہوں میں لینے اور تربیت کرنے کے لیے تیار رہتی ہے۔ گھر میں والدین تربیت کرتے ہیں اور گھر سے باہر ذیلی تنظیمیں۔ اِس امر کا اظہار بہت سے دیگر لوگ بھی کرتے ہیں۔

اگر ہم خواتین کے حوالے سے اپنی جماعت میں دیکھیں تو وہ بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں اور چھوٹی بچیوں سے لے کر بڑی لجنہ تک جماعت کا ایک قیمتی اثاثہ بنتی ہیں۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ایک خاتون ارما (Irma) صاحبہ نے لجنہ کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ

"آج عورتوں کے پروگرام میں شامل ہوئی ہوں اور مجھے حیرت تھی کہ عورتیں تمام پروگرام کیسے Manage کریں گی۔ یہ بہت حیران کُن تھا کہ سیکیورٹی چیک بھی عورتیں خود کر رہی تھیں اور مجھے یہ سب کچھ بہت اچھا لگا۔ مَیں آپ کی شکر گزار ہوں اور پھر یہ کہتی ہیں مَیں نے عورتوں کا پروگرام بھی آج دیکھا اور یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ عورتوں کی تعلیم وتربیت کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ خلیفہ وقت اپنے ہاتھوں سے تعلیمی ایوارڈ عورتوں کو بھی دے رہے تھے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2025ء)

اسی طرح لجنہ کے ماہنامہ ''مصباح'' کو پڑھ کر ایک آریہ سماجی اخبار ''تیج'' کے ایڈیٹر نے یہ لکھا:

''میرے خیال میں یہ اخبار اس قابل ہے کہ ایک آریہ سماجی کو دیکھیے۔ اس کے مطالعہ سے انہیں احمدی عورتوں کے متعلق جو یہ غلط فہمی ہے کہ وہ پردہ کے اندر بند رہتی ہیں اس لئے کچھ کام نہیں کرتیں فی الفور دور ہو جائے گی اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ عورتیں باوجود اسلام کے (نعوذ باللہ۔ ناقل) ظالمانہ حکم کے طفیل پردہ کی قید میں رہنے کے کس قدر کام کر رہی ہیں اور ان میں مذہبی اخلاص اور تبلیغی جوش کس قدر ہے۔ ہم استری سماج قائم کر کے مطمئن ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم کو معلوم ہونا چاہئے کہ احمدی عورتوں کی ہر جگہ باقاعدہ انجمنیں ہیں اور جو وہ کام کر رہی ہیں اس کے آگے ہمارہ استری سماجوں کا کام بالکل بے حقیقیت ہے۔ مصباح کو دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ احمدی خواتین ہندوستان، افریقہ، عرب، مصر، یورپ اور امریکہ میں کس طرح اور کس قدر کام کر رہی ہیں۔ ان کا مذہبی احساس اس قدر قابلِ تعریف ہے کہ ہم کو شرم آنی چاہئے۔ چند سال ہوئے ان کے امیر نے ایک مسجد کے لئے 50،000 روپے کی اپیل کی اور یہ قید لگادی کہ یہ رقم صرف عورتوں کے چندہ سے پوری کی جائے۔ چنانچہ پندرہ روز کی قلیل مدت میں ان عورتوں نے 50،000 کی بجائے ایک لاکھ روپیہ جمع کر دیا۔''

(الفضل آن لائن لندن 21/ فروری 2020ء)

پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' لجنہ کی تنظیم جو احمدی عورتوں کی تربیت کے لئے بنائی گئی ہے اسی لئے بنائی گئی ہے کہ احمدی عورتوں میں یہ احساس ہو کہ ہماری جماعت میں الگ اور علیحدہ پہچان ہے ہماری کوئی اہمیت ہے اور اگر مردوں کے مقابلے پر بعض کام کرنے کے موقع نہیں ملتے تو اپنی تنظیم کے تحت ہم وہ کام کریں جن سے بعد میں ظاہر ہو تا ہو کہ عورتوں نے کتنا کام کیا ہے اور مردوں نے کتنا کام کیا ہے۔ تو بہر حال یہ احساس ہر وقت رہنا چاہیے کہ اس پہچان کو ہم نے جماعت کے وقار کے لئے قائم رکھنا ہے اور مزید نکھارنا ہے۔۔۔۔۔ پس آج کی ماؤں کی بھی اور کل کی ماؤں کی بھی یہ ذمہ داریاں ہیں اور جب تک احمدی مائیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتی رہیں گی، اپنی نسلوں میں بھی یہ روح پھونکتی رہیں گی تو نیک مائیں بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور نیک باپ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ قربانیاں کرنے والی بیٹیاں بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور قربانیاں کرنے والے بیٹے بھی پیدا ہوتے رہیں گے جو حقوق اللہ ادا کرنے والے بھی ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے چمٹے رہنے والی ہوں۔ آپ کے عمل اور آپ کی تربیت کی وجہ سے آپ کی گودوں میں پلنے والا ہر بچہ دنیائے احمدیت کا روشن چمکتا ستارہ بن جائے جو آپ کے لئے بھی قرۃ العین ہو اور جماعت کے لئے بھی۔''

(مستورات سے خطاب بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 20/ نومبر 2005ء)

سامعین! ہمارے بچوں اور بچیوں کو اِن تنظیموں سے Attach رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہاں سے چمک کر وہ جماعتی دائرہ میں خدمات بجالانے کے قابل ہوتے ہیں اور صیقل ہو کر اثاثہ بنتے ہیں۔ اِس میں ایک خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق ہے جو ہر احمدی کی ذمہ داری بھی ہے اور اُس کا ورثہ بھی۔ جماعتِ احمدیہ میں یہی ایک واحد رستہ ہے جسے اختیار کر کے ہم جماعت کا اثاثہ بن سکتے ہیں۔ ہم تمام ایک پتھر ہیں جسے خلیفۃ المسیح مختلف انداز میں تراشتے ہیں اور تراش کر ایک قیمتی نادر ہیرا بنا کر جماعت کی انگشتری میں جڑھ دیتے ہیں اور ہم جماعت کا اثاثہ بن جاتے ہیں اور جماعت کے اندر بھی اور باہر بھی مختلف عہدوں پر کام کرتے ہیں۔ اِن ہیروں میں سے ایک ہیرا اور اثاثہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب ہیں۔ ایک ڈاکٹر عبد السلام صاحب اور حال ہی میں ستارہ امتیاز حاصل کرنے والے سابق امیر ضلع مکرم شیخ منیر احمد شہید کے بیٹے مکرم نبیل احمد منیر (سفارت کار) وغیرہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح پر بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہوا اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں رحم اور تقویٰ مدّ نظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ ۔سے اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائیداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہمّ و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے تاریکی میں ایمان رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لیے ہو جاوے تو ایمان روشن ہو جاتا ہے اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیے کہ ہر کام میں اس کے خدا ہی مدّ نظر ہو۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 100)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

" بہت سی عورتیں مرد لکھتے ہیں اور ملیں، ملاقات کریں تب زبانی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد ہونے والی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ یا یہ کہ ہم اِس پیدا ہونے والی اولاد کے لئے کیا دعا کریں۔ یا پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہماری اولاد ہے، بچے ہیں اور بچپن سے جوانی کی طرف بڑھ رہے ہیں، اِس میں قدم رکھنے والے ہیں، اُن کی تربیت کی فکر رہتی ہے اُن کے لئے کیا دعا کریں؟ کس طرح اُن کی تربیت کریں کہ ہمارے بچے صحیح راستے پر اور نیکیوں پر قائم رہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اور ان کو یہ توجہ ہے یا کم از کم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہر ایک کو گھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکر نہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دَوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اُس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اور تربیت کا طریق بھی بتایا ہے اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم یہ دعائیں کرنے والے اور اس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اطفال الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تمام تنظیمیں قائم فرمائیں تو اُن کے سامنے یہ بات تھی کہ قوم کا جماعت کا ہر بچہ، جوان، عورت، مرد اِس قابل ہو جائے کہ وہ جماعت کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکے۔ جماعت کے جو مقاصد ہیں ان کو پورا کرنے والا بنے۔ بہت سارے بچے جو دس بارہ سال سے اوپر کی عمر کے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوش میں اور جانتے ہیں کہ کیا اچھا ہے کیا برا ہے؟ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ سکتے ہیں اور آج کل جو سکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے اُس نے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی ذہنوں کو روشن کر دیا ہے۔ پس آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آگے جا کے جماعت کے کام سنبھالنے ہیں۔ ابھی آپ نے پڑھا نظم سنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں۔ آپ کے وقت میں سلسلہ بدنام نہ ہو"۔ وہ گزر گئے ہمارے بزرگ، چلے گئے، موجودہ قیادت اِس نے بھی چلے جانا ہے۔ پھر جو ترقی کرنے والی قومیں ہوتی ہیں، ترقی کرنے والی جماعتیں ہوتی ہیں وہ ایک نسل کے چلے جانے کے بعد وہیں کھڑی نہیں ہو جایا کرتی بلکہ اُن کے قدم آگے بڑھتے ہیں اور وہ قدم آگے نہیں بڑھ سکتے جب تک بچے اپنی ذمہ داریاں نہیں سمجھتے۔ جب 12 سال کی عمر کے بچے 13 سال کی عمر کے بچے 10 سال کی عمر کے بچے اپنے مقصد کو نہیں سمجھتے بس آپ لوگ جو کہنے کو تو آج بچے ہیں لیکن آپ کے چہروں میں مجھے آئندہ کے مستقبل کے لیڈر نظر آ رہے ہیں۔ جماعت کو سنبھالنے والے وہ عہدے دار نظر آ رہے ہیں جنہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقی کو کردار ادا کرنا ہے۔ پس آپ لوگ اپنی اِس اہمیت کو سمجھیں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی احمدی بچہ، کوئی احمدی طفل اِس لیے پیدا نہیں کیا گیا کہ اُس کی زندگی کوئی مقصد نہیں۔ اُس کی زندگی کا ایک مقصد ہے ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کی زندگی کا ایک مقصد رکھا ہے اور سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صحیح بندے بن کے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرو۔ پس آپ لوگ ابھی سے اِس بات کو سمجھیں گے تو آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں جماعت کی ترقی کے لیے بھی، جماعت کی قیادت کے لیے بھی، ملک کی ترقی کے لیے، بھی ملک کی قیادت کے لیے بھی اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔"

(مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی سے خطاب 17 ستمبر 2011ء)

اللہ تعالیٰ ان نصائح پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: تمثیل احمد۔ مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✪✪✪✪